انسانی احتیاج خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتی ہے

(فرمودہ ۱۳۔ اپریل ۱۹۳۰ء)

۱۳۔ اپریل ۱۹۳۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے محترم محمد فقیراللہ خان صاحب انسپکٹر مدارس بدایوں کا نکاح ہمراہ مسماۃ مبارکہ بیگم بنت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ ؎

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

انسان اپنی ضرورتوں اور حاجتوں سے چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے کہ گویا اس کا ایک ایک لمحہ اور اس کی زندگی کی ایک ایک ساعت اسے اپنے حقیقی مالک اور خالق کی طرف توجہ دلا رہی ہے مگر باوجود اس کے کہ سب سے زیادہ انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورتیں پیش آتی ہیں اگر کوئی ہستی اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرتی ہے تو وہ انسان ہی ہے۔ سوائے انسان کے کوئی ہستی ایسی نہیں جو اَنَا اللّٰہُ کا دعویٰ کرنے والی ہو یا لَا اِلٰہَ غَیْرِیْ کی مدعی ہو۔ انسان ہی ایک ایسی ہستی ہے جو بسا اوقات اپنی خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتی ہے اور بعض اوقات اپنی خدائی کا تو اعلان نہیں کرتی لیکن ساری دنیا کو خدائی طاقتوں میں شریک کر کے صرف اس ہستی کو نکال دیتی ہے جو خدائی کی اصل مستحق ہے اور خدا کے سوا باقی چیزوں میں خدا کی طاقتیں تسلیم کر لیتی ہے۔ گویا اسے کسی نہ کسی کو خدا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جو خدا کا انکار کرتا ہے وہ اس کی طاقتیں ساری دنیا میں بانٹ دیتا ہے۔ ایسا انسان یہ تو تسلیم کرتا ہے کہ بغیر مرد کے عورت کا اور بغیر عورت کے مرد کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح وہ یہ بھی مانتا ہے

کہ بغیر کھانے پینے کے، بغیر ہوا کے، بغیر پانی کے، بغیر ستاروں کے، بغیر زمین کے، بغیر سمندر کے، بغیر پہاڑوں کے، بغیر دریاؤں کے دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن صرف وہی ہستی جس کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی اس کے متعلق کہہ دیتا ہے کہ وہ نہیں ہے۔ وہ خدا کو تو تسلیم کرتا ہے اور خدائی قائم کرتا ہے لیکن درحقیقت اس کا محل غیر قرار دیتا ہے۔ خدا کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ وہ ہستی جس کے بغیر دنیا قائم نہ رہ سکے۔ ایسی طاقتوں کو تو ہر ایک انسان تسلیم کرتا ہے۔ مگر ایک خدا کے ماننے اور نہ ماننے والے میں فرق یہ ہے کہ خدا کا منکر اصل شے کا انکار کر دیتا ہے اور دوسری چیزوں کی طرف یہ بات منسوب کر دیتا ہے وہ کہتا ہے ان چیزوں کے بغیر گزارہ نہیں۔ مگر یہ نہیں مانتا کہ ان کا آگے کسی اور چیز کے بغیر گزارہ نہیں۔ لیکن اگر غور کر کے دیکھا جائے تو ہر چیز دلالت کرتی ہے کہ وہ کسی اور کی محتاج ہے۔ اور وہ اور کی۔ یہاں تک کہ احتیاج کا سلسلہ اتنا لمبا چلا جاتا ہے کہ وہ چیز نظروں سے پوشیدہ ہو جاتی ہے مگر احتیاج قائم رہتی ہے۔ پس جب ہر چیز میں احتیاج نظر آتی ہے تو یہ کہنا کہ اس کے پیچھے کوئی ہستی نہیں جو اسے قائم کئے ہوئے ہے غلطی ہے۔

نکاح بھی ان احتیاجوں میں سے ایک احتیاج ہے جس کے بغیر انسان کا گزارہ نہیں۔ بیسیوں مردوں کو ہم یہ کہتے سنتے ہیں کہ ہمیں عورت کی ضرورت نہیں اور بیسیوں عورتیں کہہ دیا کرتی ہیں کہ ہمیں مردوں کی پرواہ نہیں لیکن یہ غلط بات ہے۔ مرد جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے عورت کا محتاج چلا آتا ہے اب بھی محتاج ہے اور آئندہ بھی محتاج رہے گا۔ اسی طرح عورت جب سے چلی آتی ہے مرد کی محتاج رہی ہے اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ جو مرد یہ کہتا ہے کہ اسے عورت کی پرواہ نہیں یا جو عورت یہ کہتی ہے کہ اسے مرد کی پرواہ نہیں وہ غلط کہتے ہیں جو دھوکا، خود پسندی اور تکبر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جب خالق نے مرد کے لئے عورت کی پرواہ اور عورت کے لئے مرد کی پرواہ رکھی ہے جب ہر ایک چیز کو پیدا کرنے والے نے ایک ہی چیز کو دو الگ الگ ٹکڑوں میں چیر کر رکھ دیا اور وہ دونوں اپنی اپنی جگہ اس لئے چیختی اور چلاتی ہیں کہ آپس میں مل جائیں تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ مرد کو عورت کی یا عورت کو مرد کی پرواہ نہیں۔

مرد و عورت کی مثال لوہے اور مقناطیس کی ہے وہ جب ایک دوسرے کے سامنے آجائیں تو نہیں کہہ سکتے کہ انہیں ایک دوسرے کی پرواہ نہیں۔ وہ خود بخود ایک دوسرے کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ یہی حال مرد و عورت کا ہے اور مرد و عورت کا ہی نہیں بلکہ ان سب چیزوں کا

ہے جن کا ایک دوسرے سے زوجیت کا تعلق رکھا گیا ہے۔ انسان اور خوراک میں زوجیت کا تعلق ہے۔ انسان اور ہوا زوج ہیں انسان اور پانی زوج ہیں انسان اور روشنی زوج ہیں۔ زوج کے معنے دو چیزیں ہیں جن کا آپس میں ملنے سے مکمل وجود بنے۔ کھانا انسان کے لئے اور انسان کھانے کے لئے زوج ہے، ہوا انسان کے لئے اور انسان ہوا کے لئے زوج ہے، پانی انسان کے لئے اور انسان پانی کے لئے زوج ہے۔ پھر ہر چیز کی علیحدہ زوج ہے بخار کے لئے کونین زوج ہے۔ کونین اپنی جگہ بخار نہیں اتار سکتی اور بخار اپنی جگہ اس سے اثر پذیر نہیں ہو سکتا لیکن جب بخار کے ساتھ کونین ملا دی جائے تو نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔

غرض انسان کے ہر طرف دائیں بائیں آگے پیچھے اور نیچے احتیاج ہی احتیاج ہے مگر باوجود اس کے سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کا انکار انسان ہی کرتا ہے۔ بھینس بھی زوج کی محتاج ہے اور گھوڑا بھی لیکن انسان سے کم۔ ان کی احتیاج شہوانی اغراض تک ہی محدود ہوتی ہے۔ مگر انسان تمدنی، سیاسی اور مذہبی لحاظ سے بھی محتاج ہے انسان کے سوا اور کسی چیز کو ان باتوں کی احتیاج نہیں۔ اسی طرح گدھے اور گھوڑے کو کتابوں کی ضرورت نہیں، حساب اور تاریخ کی ضرورت نہیں، فلسفہ اور فقہ کی ضرورت نہیں، نہ ایجاد کی ضرورت ہے نہ شریعت کا محتاج ہے لیکن انسان کو ان سب کی ضرورت ہے۔

غرض انسان ان سب چیزوں سے زیادہ محتاج ہے اس لئے ان سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کا اقرار کرنے کے دلائل رکھتا ہے اور اس کی ضرورت بھی تھی کیونکہ انسان ہی ہے جو خدا کا انکار کر سکتا ہے اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے اسے زیادہ احتیاجیں لگا دیں۔ اب کہنے کو تو انسان کہتا ہے میں اعلیٰ ہوں اور گھوڑا ادنیٰ ہے لیکن احتیاجوں کے لحاظ سے انسان گھوڑے سے ادنیٰ ہے۔ دیکھو گھوڑا اپنے تھان پر بندھا رہے تو کیا خوش رہتا اور کیسی خوشی سے ہنہناتا ہے لیکن انسان کو اگر بے کار کر کے بٹھا رکھا جائے تو بیمار ہو جائے۔ اسی طرح ایک بیمار گھوڑا یا گدھا یا کتا ایک جگہ خاموشی سے پڑا رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان بیمار ہو اور دو گھنٹے اسے اکیلا رہنا پڑے تو غصے ہونے لگ جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان محتاج ہے کہ کوئی دوسرا اس کے پاس بیٹھ کر اس سے باتیں کرے لیکن گھوڑے یا گدھے کو یہ احتیاج نہیں ہے۔

غرض انسان کو خدا تعالیٰ نے زیادہ احتیاجوں میں جکڑ دیا ہے کیونکہ اس میں انکار کرنے کا مادہ رکھا گیا تھا مگر تعجب ہے انسان جتنا زیادہ محتاج ہے اتنا ہی زیادہ خدا تعالیٰ کا منکر ہوتا ہے۔

ایک بڑا مالدار خدا کا منکر ہو جاتا ہے، ایک بڑا عالم خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کر دیتا ہے حالانکہ بڑے مالدار کے معنے ہیں دوسروں کا بہت زیادہ محتاج اور بڑے عالم کے معنے ہیں دوسروں کی زیادہ احتیاج رکھنے والا۔

انسانی احتیاجوں میں سے ہی ایک احتیاج نکاح کی ذمہ داریاں ہیں۔ نر و مادہ حیوانوں میں بھی ملتے ہیں مگر انہیں انسانوں کی طرح ایک دوسرے کی احتیاجیں نہیں ہوتیں جو انسانوں کو بہت زیادہ ہیں۔ ایک کبوتر اور کبوتری اکٹھے ہوتے ہیں مگر کبوتر کبوتری کی خوراک کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اسی طرح کبوتری مکان کی آرائش اور خوراک کی تیاری کی ذمہ دار نہیں ہوتی۔ یہاں تک بھی دیکھا گیا ہے کہ ساتھ کی کبوتری مرگئی تو کبوتر نے دوسری کبوتری قبول نہ کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے جانوروں میں بھی محبت اور پیار کا تعلق ہوتا ہے مگر یہ نہیں کہ انسان جیسی ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ اس قدر محتاج نہیں جس قدر انسان محتاج ہے۔ ان کی زوجیت صرف بقائے نسل کے لئے ہوتی ہے مگر انسان کے کام ایسے وسیع اور اتنے پھیلے پڑے ہیں کہ وہ اکیلا دنیا میں انہیں سرانجام نہیں دے سکتا۔

غرض بیاہ بھی خدا کی طرف توجہ دلانے والی چیز ہے مگر یہی اس سے توجہ پھیرنے والی بن جاتی ہے اسی لئے نکاح کے متعلق ذکر کرتے ہوئے نمازوں کو قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہی چیز جسے خدا تعالیٰ نے اپنی طرف انسان کو متوجہ کرنے کا ذریعہ بنایا جب انسان غفلت سے کام لیتا ہے تو اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اسی لئے انسان کے واسطے شریعت، وعظ، نصیحت اور زجر کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان اگر اپنے متعلق غور کرے تو اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس قدر دوسروں کا محتاج ہے۔ دوسروں کی محبت، دوسروں کی ہمدردی اور اولاد کی ہر وقت اسے ضرورت ہے۔ اگر کوئی کسی کو نہ پوچھے تو وہ افسوس کرتا ہے کہ مجھے فلاں نے پوچھا بھی نہیں حالانکہ پوچھنے سے اس کی بیماری کم نہیں ہو جاتی مگر انسانیت چاہتی ہے کہ اس کے ہمدرد ہوں۔ یہ سب انسانی احتیاجیں ہیں۔ اسی طرح مرد و عورت کی ایک دوسرے کے متعلق احتیاجیں ہیں اور انسان محسوس کر سکتا ہے کہ صرف ایک ہی ذات غنی اور صمد ہے اور اسی سے مل کر وہ احتیاجوں سے آزاد ہو سکتا ہے۔

دیکھو مالدار عورت سے شادی کر کے مرد مالدار بن جاتا ہے اور بادشاہ سے شادی کر کے عورت ملکہ بن جاتی ہے۔ اس زوجیت کے تعلق نے سکھا دیا کہ غنی سے زوجیت کا تعلق پیدا

کر کے انسان بھی غنی بن سکتا ہے اور صمد سے زوجیت کا تعلق پیدا کر کے صمد بھی بن سکتا ہے۔ کسی کو اس بات سے متعجب نہیں ہونا چاہئے۔ روحانیت کے لحاظ سے انسان کو خدا تعالیٰ سے زوجیت کا تعلق ہوتا ہے اور عرفان کے لحاظ سے انسان خدا کا زوج ہوتا ہے ایسا ہی تعلق وحی الٰہی سے اسی طرح وہ روحانیت قائم کرتا ہے جس طرح مرد کا نطفہ بقائے نسل کا موجب ہوتا ہے۔ انہی معنوں میں صوفیاء نے لکھا ہے کہ کامل انسان کے لئے مریمی صفت کا پیدا ہونا ضروری ہے [2] یعنی وہ انسان کہہ سکے کہ اس نے براہ راست خدا تعالیٰ سے فیض حاصل کیا۔ یہاں براہ راست سے میری مراد وہ نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے بلکہ یہ ہے کہ انسان کے فیض سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فیض سے روحانیت میں ترقی کرے۔

(الفضل ۲۲۔ اپریل ۱۹۳۰ء صفحہ ۶، ۷)

[1] الفضل ۱۶ مئی ۱۹۳۰ء صفحہ ۲

[2] علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۴۲۶ (مطبوعہ لبنان) پر لکھا ہے۔

"معناہ ان کل مولود یطمع الشیطن فی اغوائہ الا مریم وابنھا..... و کذلک کل من کان فی صفتھما" کہ شیطان ہر بچہ کو گمراہ کرنا چاہتا ہے سوائے مریم اور ابن مریم کے۔ اسی طرح ہر وہ بچہ بھی (شیطان سے بچ جاتا ہے) جو مریم اور ابن مریم کی صفت پر ہو۔